

اکٹھر ایمان

سید محمد حسین

مکتبہ علامہ مولانا

مکتبہ علامہ مولانا

مکتبہ علامہ مولانا

مکتبہ علامہ مولانا

اقبال کے منتخب فارسی لام کا منظوم اردو ترجمہ



افکارِ قبائل
صابر ابوهربی

یہ کتاب

فخر الدین علی احمد بیموریل مکیٹی، حکومتِ اُزبک پرنس، لکھنؤ
کے مالی تعاون سے شائع ہوئی

افکارِ اقبال

اقبال کے منتخب فارسی کلام کا منظوم اردو ترجمہ

صاحب ابو ہری

تقطیم حکایات:

مودرن پبلشنگز ہاؤس
عہ گولا مارکیٹ، دریا گنج، نئے دہلی ۱۱۰۰۲

© صابر البوہری
 ایگر و کنگز - کورٹ روڈ
 جگدادھری - ۳۰۵۱ (ہر یانہ)

اشاعت :	۱۹۹۵ء
تعداد :	چار سو
قیمت :	۵۰ روپے
کتابت :	سجاد علی خاں
طباعت :	بے. اے. آفیٹ پریس - دہلی
سرورق :	رزاق ارشد
ناشر :	مصنف

زیرِ اسم بِریم گوپال متل

مصنف کے علاوہ کتاب درج ذیل پتے سے حاصل کی جاسکتی ہے:
 مودرن پبلشنگ ہاؤس، گولام کرسٹی - دریا گنج، نئے دہلی ۱۱۰۰۲

گذارش

**مجھے شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے کلام سے بچپن ہی سے دلچسپی رہی ہے نصائر
تعلیم میں شامل ان کی سمجھی نظمیں مجھے بہت متاثر کرتی تھیں اور میں ان کو از بر کر لیا کرتا
تھا۔ منشی فاصل کا امتحان پاس کرنے کے بعد میں ان کے فارسی کلام کی طرف متوجہ ہووا
جس نے میرے فکر و نظر کی تشكیل میں اہم رول ادا کیا۔ علامہ اقبال نے اردو کے بجائے
فارسی میں فلسفہ، حیات کے مختلف پہلوؤں پر زیادہ وضاحت کے ساتھ گفتگو کی ہے اور جنم
کے لحاظ سے بھی زیادہ لکھا ہے۔ ارمغان حجاز کو چھوڑ کر جو آدھا اردو میں اور آدھا فارسی میں
ہے، اردو میں ان کے صرف تین شعری مجموعے ہیں۔ جب کہ فارسی میں ان کی تعداد چھ ہے۔**

اس کے علاوہ وہ بہ لحاظِ زبان بھی فارسی (دری) کو اردو پر ترجیح دیتے تھے

گرچہ ہندی در غدو بت شکراست

طرزِ گفتارِ دری شیریں تراست

اسرارِ خودی

اقبال کا شمار بیسویں صدی کے عظیم مفکروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنی دل پذیر
نو اور دل نواز صدایے تشنگان علم و ادب کی پیاس بجھائی، خاک راہ کو رازِ الوندی بتایا،

شاعری کے پردے میں پیغمبری کی اور اپنی خود آگاہی کے طفیل ایک جہان کو دیگر گوں کر کے رکھ دیا۔ وید و یاس، ہومر، فردوسی، گوئے اور شیکسپیر کی طرح ان کا نام بھی رہتی دنیا تک زندہ رہے گا اور لوگ جہادِ زندگانی میں فتح یابی کر لے ان کے کلام سے یقین محقق عمل پہنچا اور محبتِ فاتحِ عالم کا درس لیتے رہیں گے۔

آن کے منتخب فارسی کلام کے اس ترجیح سے میرا مقصد صرف ہی ہے کہ آج کے دور میں، جب کہ فارسی کا چلن تقریباً مفقود ہو چکا ہے، ان کے حیات افروز خیالات اور دل حلقتے تک پہنچ سکیں۔ اس لیے میں اقبال کی خدا سے اس دعا کے پیش نظر کہ "مِرالوزُ بصیرت عامَ کر دے۔" اپنی تخلیقات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی جہارت کر رہا ہوں ہے
گر قبول افتخار ہے عز و شرف

صاحب ابو ہری

صابر ابوہری: ایک صاحبِ علّاشاعر

صابر ابوہری صاحب صرف اردو شاعر ہی نہیں، ایک عالم فاضل انسان بھی ہیں۔ پنجابی ان کی مادری زبان ہے۔ انگریزی میں ایم۔ اے کیا اور طویل عرصے تک کالجوں میں انگریزی کے مستادر ہے۔ فارسی میں منشی فاضل کا امتحان پاس کیا اور اپنے شوق سے اس زبان میں ایسی ہمارت حاصل کی کہ بے تکلف شعر کہنے لگے۔ کابل سے ایک رسالہ "ہند" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ صابر صاحب کا غزل، نظم اور قطعات پر مشتمل فارسی کلام اس رسالے میں شائع ہوتا ہے۔ فارسی میں ان کی شعر گوئی کا مرتبہ یہ ہے کہ آل انڈیا ریڈ یونیورسٹی نے ان کی شخصیت اور فارسی شاعری پر ایک کتابچہ شائع کیا جو ہری تعداد میں ایلان اور افغانستان بھیجا گیا۔

اکھوں نے اقبال کی استی رباعیوں اور تقریباً سو فارسی اشعار کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ صابر صاحب کو ہندی اور سنکرت پر بھی قدرت حاصل ہے۔ اکھوں نے گیتا کے دیڑھ سو شاواکوں کا براہ راست سنکرت سے ترجمہ کیا ہے۔ گیتا اور علامہ اقبال کے یہ اردو ترجمے ہفت روزہ "ہماری زبان" میں شائع ہو چکے ہیں۔

صابر صاحب کا کلام ہندو پاک کے مقنود رسالوں میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ ان کے

اُردو کلام کے دو مجموعے "نوائے جنوں" اور "نوائے شوق" شائع ہو چکے ہیں۔ اُردو شاعری میں، انھیں ممتاز مقام حاصل ہے۔

کسی بھی نظم کا دوسری زبان میں ترجمہ بہت مشکل کام ہے۔ بعض ناقدرین کا کہنا ہے کہ شاعری کا ترجمہ ممکن ہی نہیں۔ اس بیان میں تو خیر ذرا مبالغہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ شاعری کا ترجمہ ہے بہت مشکل کام۔

صابر صاحب کو فارسی اور اُردو دونوں زبانوں پر برابر کی قدرت حاصل ہے۔ اس لئے وہ علامہ اقبال کے کلام کا اعلیٰ ترین ترجمہ کر سکے ہیں۔ اور ایک بڑی بات یہ ہے کہ انھوں نے علامہ اقبال کا ایسا کلام منتخب کیا ہے جس کا اُردو میں اچھا ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ انتخاب بھی وہی شخص کر سکتا ہے جو دونوں زبانوں کے ادبی مزاج سے بھرپور واقفیت رکھتا ہو۔ اور صابر صاحب میں یہ صلاحیت موجود ہے۔ نمونہ ملاحظہ فرمائیں :

رُباعیَاتِ

۱. بیا برخولیش پیچپیدن بیاموز بنا خن سینہ کاویدن بیاموز
اگر خواہی خُدارا فاش بیسی خودی رافاش تردیدن بیاموز

مکنَا چھوڑ گلزارِ جہاں کی
نشیمن چونک دے بے خانماں بن
اگر ہے آرزو دیدارِ حق کی
مقاماتِ خودی کا راز داں بن

۲. سحرِ در گریانِ شبِ اُست دو گیتی را فروع از کوکبِ اُست
نیانِ مردِ حق دیگر چہ گویم چو مرگ آید متبسم بربِ اُست

پیغمبر ہے وہ انوارِ سحر کا
دو عالم اُس کے دم سے ہیں منور
یہی ہے مردِ مomin کی نشانی
اجمل کو کہتا ہے لیکن نہیں کر

۳۔ مرنہ از کف چراغِ آرزو را بدست آور مقام ہا و ہو را
مشود چار سوئے ایں جہاں گھم بخود باز آول بستکن چار سو را

نہ بجھنے دے چراغِ آرزو کو
نظر میں رکھ مقام ہا و ہو کو
خود ہی کے دم سے چھا جا بھرو برپر
مشنخ کر جہاں رنگ و بو کو

۴۔ نہ پنداری کہ مردِ امتیاز مرد نہیں دگر جب تیر آسمان مرد
نہ اشایاں چنان مرگ است ورنہ تہ مرگ کہ خواہی می تو ان مرد

شہید راہِ حق زندہ رہے گا
یہ مانا جسم اُس کا مرگیا ہے
ہے ایسی موت سے شان آدمی کی
وہ مرکر نام اپن کر گیا ہے

۵۔ نہ ہر کس خود گروہم خود گرد از است نہ ہر کس مست ناز اندر نیاز است
قبلے لا الہ خونیں قبلے است کہ بر بالائے نامرداں دراز است

کہاں وہ خود گرو خود بیں بشر، جو
نیاز آگئیں بھی مست ناز بھی ہو
قبلے لا الہ خونیں قبلے
عطًا ہوتی نہیں یہ بزرگوں کو

۶۔ مُرُودِ رفتہ بازہ آید کہ ناید
لیسے از ججاز آید کہ ناید
سر آمد روزگارِ ایں فقیرے دُگر دانائے راز آید کہ ناید

ربابِ زندگی ہے ٹوٹنے کو
ترانے اب کوئی گلے نہ گلے
چراغِ صُبھی م ہوں، بُجھ رہا ہوں
کوئی دانائے راز آئے نہ آئے

مفرد اشعار

۱۔ کافرِ بیدارِ دل پیشِ صنم
بہ زندگی دارے کہ خفت اندر حرم

شیخ جو مسجد میں پڑکر سورہ
اُس سے تو بیدارِ دل کافر بحدا

۲۔ لغمه ام، از زخمہ بے پرواستم
من نواۓ شاعرِ فرداستم

میں نوا ہوں، بے نیازِ ساز ہوں
آنے والے دور کی آواز ہوں

۳۔ خودی را مردم آمیزی دل نارسائی ہا
تو اے در داشنا بیگانہ شواز داشنائی ہا

حضر کر مردم آمیزی سے ناداں
خودی کی موت ہے یہ آشنائی

۳۔ قدمِ دن بیجوئے آدمیے زن خُدا را ہم تلاشِ آدمی ہے

کرو کوشش تلاشِ آدمی کی
خُدا کو بھی تلاشِ آدمی ہے

۵۔ منکرِ حق نزدِ مُلا کا فراست مُنکرِ خود نزدِ مُن کافر تراست

خُدا کو نہ مانے وہ انسان کافر
جو خود کو نہ مانے وہ اُس سے بھی بدتر

۶۔ پیرِ رومی خاک را اکسیر کرد از غُرم جلوہ ہا تعمیر کرد

پیرِ رومی کی نظر کے فیض سے
بن گئی اکسیر میری خاک بھی

۷۔ پیکرِ سہتی ز اسرارِ خودی است ہر چیزی بینی ز اسرارِ خودی است

خودی کا ہے جو ہر ہر اک چیز میں
خودی سے ہے قائم نظامِ حیات

۸۔ نہ کردم گدیر چشمے ز افلاطون و فارابی بچشم خود تماثلے جہانِ زنگ و بوکردم

نظرِ مانگی فلاطون سے نہ فارابی سے میں نہیں
جہانِ زنگ و بوکو اپنی ہی آنکھوں کے دیکھا

۹۔ آدمیتِ احترامِ آدمی با خبر شو از مقتامِ آدمی

آدمی کی ذات ہے عالی مقام
آدمیت، آدمی کا احترام

۱۰۔ بوعلی اندر غبیر ناقہ گم دستِ رومی پر دہ محمل گرفت

پیر رومی نے کئے سب پرداہ ہائے لازماں
بوعلی سیما غبیر عقل میں گم ہو گیا

علامہ اقبال کے کلام کے یہ ترجیحے اقبالیات میں اہم اضافے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صاحبِ صاحب سے میری فرمائش ہے کہ اب وہ غالب کے کچھ فارسی کلام کو بھی اردو میں منتقل کریں۔

ڈاکٹر خدیق انجم
جزل سکریٹری
انجمن ترقی اردو (نہر) دہلی۔

تقریظ

ترجمہ کے کام کو وہ اہمیت ہاری زبان میں حاصل نہیں ہے جو اس کو مغربی زبانوں میں حاصل ہے۔ اور شاید اسی وجہ سے اہل علم اس مشکل کام میں ہاتھ نہیں ڈالتے اگر ترجمہ شعری شکل میں ہون تو اور بھی مشکل ہو جانا ہے میں کہ اس فن کے ماہر کو دونوں زبانوں پر قدرت اور سلطنت کے ساتھ شعر فہمی اور شعر گوئی کا ذوق بھی وریعہ کیا گیا ہو۔

علامہ اقبال کے انکار و خیالات اور ان کی رفتہ پرواز سے اردو فارسی دونوں زبانوں کے دلدارہ بخوبی واقف ہیں۔ اقبال نے اپنے انکار و خیالات کے اظہار کے لئے فارسی کی طرف ایسے دور میں توجہ کی جب ہندوستان میں اس کا جلیں تقریباً ختم ہو چکا تھا اور اقبال دونوں زبانوں میں سے کسی ایک کا بھی انتخاب کر سکتے تھے۔ لیکن ان کی نظرِ انتخاب فارسی پر ڈی۔

میرے فاضل دوست صابر ابوہری نے بڑی جانشنازی اور کاوش سے اقبال کے فارسی کلام کے بعض حصوں کو اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ طبیعت میں شعریت ہونے

کی وجہ سے وہ شعری محا سن کو بھی مد نظر رکھتے ہیں اور حتی الامکان معنی آفرینی کو
محروم نہیں ہونے دیتے۔ اور اوزان اور قوانین کی بھی رعایت کرتے ہیں۔ ان کی یہ
کاوش و کوشاں قابل تالش ہے کہ اردو دال حضرات اقبال کے فکر و فن کی گہرائی و
گیرائی تک پہنچ سکیں اور لیوں صابر ابو ہری صاحب کی سمعی مشکور ہو۔

یس نے عمدًا مثالوں سے گریز کیا ہے کہ یہ معاملہ فارمین کی خوش ذوقی پر
چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ مطالعہ کر کے داد دیں اور قبل از مطالعہ میری رائے سے متاثر
نہ ہوں۔

ڈاکٹر عبدالودود انڈھلوی

جزل سکریٹری

آل انڈیا پرہمین ٹیچرز اسوسی ایشن
جو اہل نہرو یونیورسٹی۔ نئی دہلی۔

دُسَائِیہ

محبٌ مکرم صابر صاحب!

افکارِ اقبال کا مسوڈہ جو آپ نے از راہِ کرم میرے دیکھنے کو
بھیجا تھا، میں نے سرسری طور پر دیکھا۔ ما شاء اللہ خوب ہے۔ اقبال
کے کلام کا نامایندہ انتخاب، ترجمہ برجستہ اور نک سک سے درست۔
آپ نے اقبال کے بنیادی خیال کی خوب ترجمانی کی ہے۔ زندہ باشی و
جادوال باشی۔ اس کے دیکھنے میں اچھا وقت سکٹ گیا۔ مشکر یہ۔

السلام والاکرام
خاکسار
مالک رام
(ماہر عالمیات)

ہدیہِ خلوص

اے فدائے علم و دانش، اے ادیب نامدار
 تیرے دم سے گلشنِ شعر و سخن ہے پر بھار
 لا میں صد آفسریں ہے تیرا اندازِ بیان
 تو سمجھتا ہے رہوڑ شاعری اے نکتہ داں
 وقف کردی زندگی تو نے ادب کے واسطے
 ایک عالم مانتا ہے محسنِ اردو بجھے
 جو ہرِ انسانیت سے دل ترا معمور ہے
 پر تو عرفانِ حق سے ذہن بھی پر لوز ہے
 خاندانِ جوش کی قائم ہے تجھ سے آرزو
 تیری خوشگوئی کا چرچا ہو رہا ہے چار سو
 ترجیح کے فن میں حاصل ہے بجھے کسبِ کمال
 تیری استعداد کی "افکار" ہے عمدہ مثال
 اے رفقی جاں برابر ہے مجھے بھی بجھے پہ ناز
 تو فصاحت کا امیں ہے، جانتا ہے فن کے راز

رشیٰ پیالوی۔ ممبئی

فہرست

- | | |
|-----|---------------------|
| ۱۹ | ۱۔ رباعیات |
| ۴۰ | ۲۔ اقوالِ عارف ہندی |
| ۶۵ | ۳۔ مفرد اشعار |
| ۱۰۶ | ۴۔ اقبال کی دعا |
| ۱۰۸ | ۵۔ اقبال پر نظمیں |

بنتے ہیں میری کارگہ فکر میں انجام
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

ضربِ کلبیم

ادب

۱۔ نہ از ساقی نہ از پیمانہ گفتم حدیثِ عشق بے پا کا نہ گفتم
شنیدم آنچہ از پا کا نہ ام ت۔ تُرا با شوخي رندانہ گفتم

نہ ساقی سے نہ پیمانے سے مطلب

ترانے عشق کے گاتا رہا ہوں

ملا جو کچھ مجھے ارباب دیں سے

نہانے کو وہ کوٹا تا رہا ہوں

۱۔ گے شعرِ عراقی را بخوانم گے جامی زنداتش بجا نہم

ندا نم ارچہ آہنگِ عجم را شرکِ نغمہ ہائے سار بانم

کبھی مسرور کرتا ہے عراقی

کبھی حبامی کو پڑھ کر جھوٹا ہوں

نہیں واقف نواہائے عجم سے

مگر بیس سارباں کا ہم نوا ہوں

۲۔ مرا از منطق آیدی بوئے خامی دلیل او دلیل نامتامی

بروکم بستہ درہا را گشايد دو بیت پیر رومی یاز جاتی

نہیں منطق کے بس کی رہنمائی

دلیل اس کی دلیل نامتامی

حقیقت آشنا کرتے ہیں مجھ کو

کلام پیر رومی، شعر جامی

۳۔ متاعِ من دلِ درد آشناَتے سُت نصیبِ من فُقانے نارساَتے

بخارکِ مرقدِ من لالہ خوشنتر کہ ہم خاموش و ہم خونیں نواست

مری دولتِ دلِ درد آشنا ہے

مری قسمتِ بیس آہِ نارسا ہے

گھلِ لالہِ مرے مرقد پر بہتر

کہ یہ خاموش ہے، خونیں نوا ہے

۵۔ نئے من ازْ تنک جامانِ نگہ دار شرابِ پختہ از خاماں نگہ دار

شرار از نیستا نے دُور بہتر بخاصان بخش وازع عماں نگہ دار

ہلاہل ہیں یہ کم نظرِ دُول کے حق میں

مرے افکار کو رکھو چھپ کر

یہ نعمت ہے بلا نوشتوں کی خاطر

تینک جاموں سے یہ شے دُور بہتر

۶۔ چہ پرستی از مقاماتِ نوایم ندیاں کم شناسند از گنجائیم

گشادم رخت خود را اندریں دشت کے اندر خلوش تہنہا سرا بیم

نہیں میں کیا بتاؤں اپنا رتبہ

نہیں معلوم دنیا کو میں کیا ہوں

زبان کھولی ہے میں نے اس جپن میں

اکیلا ہی جہاں لغتہ سرا ہوں

۷۔ مجو از من کلام عارفانہ کہ من دارم سر شست عاشقانہ

سر شک لالہ گوں را اندریں باغ بیفتانم چو شنبم دانہ دانہ

نہیں کچھ واسطہ عرفان سے مجھ کو

مجھے فطرت ملی ہے عاشقانہ

لہو روتا ہوں میں اس گلبتاں میں

ڈپتا ہے جو پیغم دانہ دانہ

۸۔ بدستِ من ہماں دیرینہ چنگا است دروشن نالم ہائے نیگ زگ است

ولے بنواز مش بانا خن شیر کہ اورات اڑا زرگ ہائے سنگ است

پڑانی ہے مری بربط بھی لیکن

نیا آہنگ دے گی یہ جہاں کو

اسے تم شیر کے ناخن سے چھپڑو

جو سُننا ہے سرو دِ جاوداں کو

۹۔ مدام نگتہ ہائے علم و فن را مقام دیگرے دارم سخن را

میان کارواں سوزو سرو رم سبک پئے کرد پیران کھن را

رُوزِ عِلم و فن سے بے خبر ہوں

زمانے سے الگ میری صدای ہے

لٹاتا ہوں سرو و سوز و مستی

رحیل کارواں میسری نوا ہے

۱۰۔ سرود رفتہ باز آید کہ ناید نیسے از حجاز آید کہ ناید

سرآمد روزگارِ ایں فقیرے دُگر دانائے راز آید کہ ناید

ربابِ زندگی ہے لُٹنے کو

ترانے اب کوئی گائے نہ گائے

چراغِ صبحِ مر ہوں، بجھ رہا ہوں

کوئی دانائے راز آئے نہ آئے

۱۱۔ اگرمی آید آں دانائے رازے بدھ اور انوائے دل گرانے

صنبیرِ امتاں راجمی کند پاک سکھیے یا چیکھے نے نوازے

جو کوئی راز داں آئے تو یارب!

نوائے دل گداز اُس کو عطا کر

وہی کرتا ہے پاک انسار کے دل کو

جسے بھیجے تو دیدہ ور بن کر

۱۲۔ بگو از من نوا خوانِ عرب را بہانے کم نہیں ادم لعلِ برا

از آں لُرے کے از قُرآن گرفتم سحر کر دم صد و سی سالہ شب را

عرب کے شاعروں سے کہہ دو جا کر

نہیں مطلب مجھے کچھ زنگ دلبوئے

مجھے جو فُرُشَر آں سے ملا ہے

مٹائے اس سے صدیوں کا ندھیرے

۱۳۔ باں رازے کے گفتہم پے بُرڈند زِ ستاخِ نخلِ من خُرمَان خور دند

من اے پیرِ محم بادا ز تو خواہم مراباراں، غزلِ خولتے شمر دند

نہ مانی ایک بھی لوگوں نے میری

گیا بے کار میرا فِسکر سارا

تو ہیِ انصاف کر اب یا محمد!

مجھے شاعر سمجھتی ہے یہ دُنیا

۱۴۔ مَّيْهَى اِزْمِنْخانَهُ مَغْرِبْ چَشِيدَمْ بِجَانِ مَنْ كَه درِدِ سِرْخِرِيدَمْ

نِشِتمَ بِانِكُو يانِ فَرْنِگَيْ اِزْآَل بَے سوزْ تِرْ وَزْ نَدِيدَمْ

چَكْهَى مَغْرِبْ كَه مَّيْهَى كَيْ بَهْ بَهْ

نِكْرَ بَسْ يَهْ هَيْه درِدِ سِرْخِرِيدَا

نَه رَاسِ آَيَا بُجْهَ عَلِمِ فَرْنِگَيْ

مِنْ أَيْسَهْ عَلِمْ سَهْ كُورَا بَحْلَه تَحَا

۱۵۔ قَمَاشْ وَنَقْرَه وَلَعْلَه وَكَهْ چِيَتْ غُلَامِ خُوشْ سَكْلَه زَرِيْه كَهْ چِيَتْ

چُويَزِ دَالْ اِزْدَوْ گَيْتَيْ بَلْ نِيَازَ انَدْ دَگَر سِرْمَايَه اَهِلْ هُنْزَ چِيَتْ

حَشْمَ سَهْ، جَاهَ سَهْ مَطْلَبَ هَيْه كَوْنَ

نَه بَسِيمَ وَزَرْ هَيْ بَرَانَ كَيْ نَظَرَ هَيْه

دو عَالِمْ، بَسْ يَهْ هَيْه انَ كَيْ نَظَرَ مِنْ

هَيْ سِرْمَايَه اَهِلْ هُنْزَ هَيْه

۱۶۔ می روش ز تاک من فرور بخت خوش ام ر دے کم درد ا مانم آو بخت

ل فیب از آتشِ دارم کا اول سنا فی از دلِ رومی بر انگل بخت

مرے افکار کی فے ہے منور

خوش ا وہ مرد جس نے یہ عطا کی

مرے دل میں بھی روشن ہے وہی آگ

سنا فی سے جو رومی کو ملی حتی

مُتّفَرْقٌ

۱۷۔ خوش آں را ہی کہ سما نے لکیرد دل اُو پندریاراں کم پذیرد
بہ آہ سوزنا کش سینہ بکشائے زیک آہش عم صد سالہ میرد

مسافر وہ جوبے سماں ہی چل دے

بتائے رہنا، ذوقِ سفر کو

رحیل کارواں نالہ ہو جس کا

جو سمجھے کھیل راہ پر خط رکو

۱۸۔ زمِن ہنگامہ دِہ ایں جہاں را ڈگر گوں کُن زمِن و آسمان را

بِخاکِ مادگر آدم برانگیز بُکش ایں بندہ سُودوزیاں را

کوئی ہنگامہ برپا کر جہاں میں

ڈگر گوں کر زمِن و آسمان کو

بنایا انسان کر تخلیق یارب !

میٹ اس بندہ سُودوزیاں کو

۱۹۔ دلے در سینہ دارم بے سروئے نہ سوزے در کفِ خاکم نہ نوئے

بِگیر از من کہ بر من بارِ دوئی است ثواب ایں نہمازِ بے حضورے

بِراول کیف و میتی سے ہے عالمی

بدن پر شمردہ و بے لُردیکر

مجھے جیسا ہی دُو بھر ہو رہا ہے

کروں میں بندگی تیری تو کیونکر

۲۰۔ نخواہم ایں جہاں وآل جہاں را مرا ایں بس کر دا نم رمز جاں را

سچوں دے وہ کہ از سوز و سرورش بوجد آرم زمین و آسمان را

نہ اس دُنیا نہ اس دُنیا کی خواہش

نظر میری ہے رازِ کُن فکاں پر

عطَّا کر مجھ کو الیسا ذوقِ سبده

جو کردے وجہ طاری آسمان پر

۲۱۔ دل از دستِ کسے بُردن نداند غم اندر سینہ پر وردن نداند

دم خود را دمیدی اندر لائی خاک کم غیر از خوردن و مردن نداند

إِلَهِيْ آج كَا إِنْسَان تَوَبَّهْ

ایسے انسان سے اُفت نہیں ہے

عطای کی تو نے اُس کو زندگانی

چسے مرنے کی بھی فرحت نہیں ہے

۲۲۔ دلِ ما ذکنارِ ما رمیده بصہورت ماندہ و معنی ندیدہ

زماؤں راندہ درگاہ خوشنتر حق اُور ادیدہ و مارا شنیدہ

ہمارے دل کی محرومی نہ پوچھو

اُلچھ کر رہ گیب صورت میں غافل

جو ہؤنا آشناۓ حُسن سیرت

نہیں ہوتا وہ دیرِ حق کے قابل

۲۳۔ نداند جبریل ایں ہاؤ ہو را کہ نشناشد مقامِ جستجو را

بپرس از بندۂ بیچارۂ خویش کہ داند نیش و نوش آرزو را

نہیں جبریل واقف ہاؤ ہوئے

خبر کیا اس کو لطفِ جستجو کی

مجھے معلوم ہے سوزِ ملت

سمجھت اہوں میں عظمت آرزو کی

۲۴۔ عطاکُنْ شورِ روّحی، سوزِ خُسرو عطاکُنْ صدق و اخلاصِ سِنانی

چنان بابندگی درستِ ختم من نہ گیرم گر مراجعی خُدای

عطَا کر جذبِ روّحی، سوزِ خُسرو

عطَا کر صدق و اخلاصِ سِنانی

مجھے اب بندگی راس آگئی ہے

نہ لوں اس کے عوض ہرگز خُدای

۲۵۔ مسلمان فاقہِ مَسْت و ترندہ پوشان زکارش جیریل اندر خروش است

بیان نقشِ دگرِ مُلّت برینے یم کہ ایں مِلّت جہاں را بارِ دوشنست

فرشتوں کو شکایت ہے کہ یا رب!

بشرطگراہ بھی، کم کوش بھی ہے

نیا انساں کوئی تخلیق کر تو

یہ جاہل بھی ہے، بارِ دوشن بھی ہے

۲۶۔ دُگر ملّت کے کارے پیش گیرد دُگر ملّت کے نوش از ندیش گیرد

نگر دبایکے عالم رضا مند دو عالم را به دوشِ خوبیش گیرد

وہ انسان جس کی رگ رگ میں جنون ہو

ہلاہل کو جو سمجھھے آب جبوان

یہ دنیا پیچ ہو جس کی نظر میں

دو عالم جس کی ہستی پر، سوں نازاں

۲۷۔ دُگر قوعے کہ ذکرِ لالہ اش برآرد از دل شب صبح گاہیں

شناشد منزش را آفتا بے کہ ریگ کہکشاں روید زراہش

وہ انسان جس کے ذکرِ لالہ سے

شبِ تاریک مثلِ صبحِ خندان

کرے ہر درختاں جس کو سجھ دہ

کریں جس کے لیے انجم چراغاں

۲۸۔ مُریدے فاقہ مسٹے گفت باشیخ کے یزد اور رازِ حالِ ما خبر نیت

بہماز دیک تراز شہرگ ماست و لیکن از شکم نزد دیک تر نیت

کہا اک بھوک کے مارے ناک من

ہمارے حال سے حق بے خبر ہے

وہ شہرگ سے بھی ہے نزد دیک لیکن

ہمارے پیٹ سے کیوں دور تر ہے؟

۲۹۔ دیگر گوں کشورِ ہندوستان است دیگر گوں ایس زمیں را آسمان است

محوازِ نمازِ پنج گانہ غلام راصف آرائی گرانا

یہ ہندوستان جو میرا وطن ہے

نرالا ہے چین اس کا جہاں سے

غلامی سلب کر لیتی ہے سب کچھ

شہورِ بندگی لاوں کہاں سے

۳۔ ندام دل شہیدِ جلوہ کیست نصیب او فرارِ یک نفسِ نیت

بہ صحرابرداش افسردہ ترگشت کنارِ آبجوئے زار بگریست

نہ جانے دل کو کس کی آرزو ہے

فرارِ اس کو نہیں ملتا کہیں بھی

نہ صحراء میں سکوں ملتا ہے اس کو

نہ ملتا ہے کنارِ آبجو ہی

۴۔ بایں پیری رہ یثرب گرفتم نواخواں از سرورِ عاشقانہ

چوآں مرغ کہ در صحراء سر شام مُٹاید پر بہ فکرِ آشیانہ

چلا ہوں وقتِ پیری سوئے یثرب

مرے لب پر ہے الْفَت کا ترانہ

میں اک ہارا تھکا پنجھی ہوں گویا

جو وقتِ نامِ دُھونڈے آشیانہ

۳۲۔ چہ خوش صحرا کہ دروے کارواں ہا۔ درودے خواند و محمل براند

بہ ریگِ گرم اُو آور سجودے۔ جبیں راسوزتا داعنے بہاند

بچھے صحرا کی غطہت کیا بتاؤں

کہیں بُرہ تر ہے یہ خلدِ بُریں سے

یہ ریگِ گرم ہے سجدوں کے لایق

جبیں پُرسوز کر لے اس زمیں سے

۳۳۔ چہ خوش صحرا کہ شامشِ صبح خدمت شبس کوتاہ و روزِ اُولیند است

قدم اے راہر دا آہستہ تر نہ چو ماہر فرڑہ اُو دردمند است

یہ صحرا رات جس کی روزِ روشن

یہ صحرا شام جس کی صبح خندل

قدم آہستہ رکھو رہ نور دو!

یہ نازک دل ہے مثل دردمندان

۳۴۔ غمِ راہی نِ شاط آمیز تر کن فُناش راجنوں انگیز تر کن

بَكِير اے سارباں راہِ درازے مَرا سو زِ جب ای تیز تر کن

مرے غم کو نِ شاط آمیز کر دے

فُناش میری جنوں انگیز کر دے

کوئی لمبا سارہ ستہ ڈھونڈھ رہبر

جُدائی کی ترطیب کو تیز کر دے

۲۵۔ بنوْر تو برا فروزم نگہ را کہ بنیم اندر وون مہرو مہ را

چومی گویم مسلمانم بل بزم کہ دانم مشکلاتِ لا الہ را

منور ہے مرا دل نورِ حق سے

حقیقت جانتا ہوں مہرو مہ کی

مسلمان خود کو کہتے کانپتا ہوں

سمجھت ا ہوں میں مشکل لا الہ کی

۳۶۔ تُرَا اندر بیا بلنے مقام است کہ شامش جوں سَحْرَ آئینہ فام است

بہ هر جائے کہ خواہی خیمہ گُستَر طناب از دیگر اس جُبتن حرام است

تُری قسمت میں ہے سَحْرَ نورِ دی

بُجھے کیا واسطہ دیوارِ در سے

لکا خیمہ جہاں جی چاہے لیکن

طناب میں مانگ مت اربابِ زر سے

۳۷۔ بیاساقی بگردان سا گلیں را بیفشاں برد گیتی آئیں را

حقیقت را بہ رہنے فاش کرند کہ مُلَّا کم شناسد رمزِ دیں را

پلا ساقی وہ حبام کیف پرور

کھلیں اسرارِ حق پیتے ہی جس کو

فقط کشہیں محروم رازِ حق کے

یہ مُلَّا کب سمجھ سکتے ہیں اس کو

۲۸۔ مُسماں از خودی مردنگام است بخاکش تا خودی میر دغلام است

اگر خود را متایع خویش دانی زنگہ را جز بخودست حرام است

خودی کی موت پیغم نلائی

خودی سے آدمی نسلِ الہی

خودی کی پاسانی خود شناسی

فدا یے زنگہ دلو ہونا تب اہی

۲۹۔ خدا آں ملتے را سروری داد کہ تقدیرش بدستِ خوش بُون

بہ آں ملت سروکارے ندارد کہ دھانش برائے دیگران کرنٹ

خدا اُس قوم کو دیتا ہے عزت

سنوارے آپ ہی جواہنی قسمت

کریں فاقہ کشی مزدور جس کے

رہے گی قوم وہ محرومِ رحمت

۲۰۔ نرازی حکمتِ قرآن بیاموز چراغِ از جراغِ اُوبرافروز

ولے ایں نکتہ را ز من فرگیز کہ نتوں زیستن بے مستی و سوز

سُورا زی سے تم تفسیرِ شر آں

کرو اس سے منورِ دل کی بستی

مگر اک بات میری یاد رکھو

کمالِ زندگی ہے سوز و مستی

۲۱۔ تو اے ناداں دلِ آگاہ دریاب بخودِ مثلِ نیا گاہ را دریاب

چساں مومنِ گنڈ پوشیدہ رافاش نہ "لَا موجُود إِلَّا لَهُ" دریاب

دلِ آگاہ حاصل کر کمیں سے

خُودی کا درس لے اربابِ دل سے

مثالِ مردِ مومن باخبر ہو

خدا کی ذات سے، دینِ مُبین سے

۲۲۔ جو اس مرد کے کم خود را فاش بیان کرے جہاں کہنہ را باز آفریند

ہزاراں انجمن اندر طوافش کے اُبا خویشتن خلوت گزپنید

خودی سے آشنا ہو گا جو انسان

کرے گا وہ جہاں تازہ پیدا

ہزاروں محفیلیں اس پر نجھاوار

بھری دُنیا میں جو رہتا ہے تنہا

۲۳۔ جہاں بگیری بجا کِ اسرائیل استند امامت در جبینِ مانو شتند

دروںِ خویش بنگر آس جہاں را کہ تجھش در دلِ فاروق کِ شتند

جہاں گیری بُنی قسمت ہماری

امامت لکھ دیا لوحِ جبیں پر

وہ دُنیا دیکھ دل کے آئینے میں

چسے فاروق نے دیکھا زمیں پر

۲۴۔ مسلمان کے خود را امتحان کرد غبارِ راہِ خود را آسمان کرد

شرارِ شوق اگر داری نگہ دار کہ باوے آفتا بی جی توں کرد

جو اسرارِ خودی کا رازداں ہے

غبار اس کا حریفِ کہکشاں ہے

شرارِ عشق ہے جس کا اثناء

وہی انساں امیر کارداں ہے

۲۵۔ کسے گویند اسرارِ حقیقیں را یکے بیسِ حی کنڈِ چشمِ دو بیسِ را

بیا میزندِ چوٹورِ دو قنديل میدلیش افتراءِ ملک و دلیں را

جو اسرارِ حقیقیں کو جانتا ہے

نظر اس کی ہے بیگناز درنی سے

ملیں آپس میں جیسے نور یکسر

ہوں دل سے دُور جھگڑے ملک و دلیں کج

۷۶۔ ٹرَا با خِرْقَه و عَمَّامَه کارے من از خُودِ یا فِتْم بُوئے نگاے

ہمیں یک چوب پ نے سرایِ من نہ چوبِ من برے نے چوبِ دارے

تری فِطرت فقط ظاہر پرستی

مرا دل نورِ حق سے ہے مُنور

مسافر ہوں دیارِ معرفت کا

مری منزل نہ مسجد ہے نہ مندر

۷۷۔ بدباخاک او آس سوز قتا بے کہ زاید از شب او آفتا بے

نو آس زن کہ از فیضِ تو او را دیگر بخشند ذوقِ انقلابے

جو انوں کو عط اکر جذبِ دستی

مُنور کر اجھیں انوارِ حق سے

تڑپ پیدا کر ایسی اُن کے دل میں

کہ ذوقِ انقلاب اک اک میں جائے

۲۸۔ خوش آں قوم پر شاں روزگارے کے زاید از چنیش پختہ کارے

نمودش سرے از اسرار غیب است زهر گرفتے بروں ناید سوارے

مبارک ہے وہ قوم خستہ حال

ختم دیتی ہے جو صاحب نظر کو

ظہور اس کا ہے اک غیبی کر شتمہ

نظر ملتی نہیں ہر اک بشر کو

۲۹۔ مبارکباد کن آں پاک جاں را کے زاید آں امیر کارواں را

زآغوشِ چنیں فرخندرہ مادر خجالت مجید ہم حورِ جناں را

مبارکباد اس عورت کو ہحمدم

ختم دے جو امیر کارواں کو

بنے جو ماں کسی صاحب نظر کی

نشار اس پر کریں حورِ جناں کو

۵۔ ز علمِ چارہ سازِ بے گزارے بے خوشنی نگاہِ پاک بازے

نکوترازِ نگاہِ پاک بازے دلے از ہر دو عالم بے نیانے

گزار و سوز سے عاری، ہُنر سے

نگاہِ پاک رستے میں نہیں کم

نگاہِ پاک سے افضل ہے وہ دل

رہے جو بے نیازِ ہر دو عالم

۱۵۔ بہ آں مومنِ خُدا کارے ندارد کہ در تن جانِ بیدارے ندارد

از آں از مکتبِ پاراں گریزم جوانے خود نگہدارے ندارد

نہیں اللہ کو اُسِ مومن کی پروایا

کہ جس کی روح خوا بیدہ ہے اب تک

مرا دل کیا لگے مکتب میں ہم دم

نہ ہو اک بھی جوان بیدار جب تک

۵۲۔ زِمن گیراں کے مردِ کور چشمے نہ کو تو
زِمن گیراں کے نادانِ نہ کو کیش

زِدنِ شمند بے درینے نکو تو
زِمن گیراں کے نادانِ نہ کو کیش

اک انداھا آدمی بھی درحقیقت

غلط بیس آدمیوں سے ہے بہتر

بھلے کردار کا نادان انساں

خُرد مندان بے دیں سے ہے بڑھ کر

نیگر خود را بہ چشمِ محrama نہ نیگاہِ ماست مارا تازیا نہ

تلاشِ رِزق ازاں دادند مارا کہ باید پرکشُون را بہانہ

کبھی جھا نکو حریمِ دل کے اندر

یہ عرفان کے لئے ہے تازیا نہ

غرض یہ ہے کہ ہم غافل نہ بکھیں

تلاشِ رِزق تو ہے اک بہانہ

۵۴۔ حرم جُز قبّلہ قلب و نظر نیست طواف اور طوافِ بام و درنیت

میانِ ما و بَیْت اللّٰہِ مَرْسَلٰت کے جبریلِ امیں راکم خبر نیست

حرم اک قبّلہ قلب و نظر ہے

وہ کیسر بے نیازِ بام و در ہے

ہمیں جو ربط ہے اُس آستان سے

کہاں جبریل کو اُس کی خبر ہے

۵۵۔ بیا بر خویش پیچیدن بیا موز بنا خُن سیبیه کا ویدن بیا موز

اگر خواہی خُدرا فاش بینی خودی را فاش تردیدن بیا موز

تمت چھوڑ گلزارِ جہاں کی

نشیمن بچونک دے بے خانابن

اگر ہے آزو دیدارِ حق کی

مقاماتِ خودی کا راز داں بن

۵۶۔ گلہ از سختی ایام بگزار که سختی ناکشیدہ کم عیار است

نمی دانی که آب جو باراں اگر بر سنگ غلط خوشنگوار است

نکرشکوه اگر قسمت بُری ہے

مُصیبت ہی کسوٹی ہے بشر کی

سراب پنا جب پڑتا ہے سلوں پر

جھلا لگتا ہے کیا جھرنے کا پانی

۷۵۔ فتادی از مقام کبریائی حضورِ دُوں بہادار چہرہ سائی

تو شاہین ولیکن خوشنشن را نگیری تا به دام خود نیان

مقام کبریاء سے گر گئی تو

دراغبیار پر تیری جبیں ہے

تو شاہین ہے مگر احساس اس کا

بجز خود آگئی ممکن نہیں ہے

۵۸۔ خوشا روزے کے خود را باز گیری ہمیں فقر است گو نہ شد امیری

حیاتِ جاوداں اندر لفین است رہ تھنین وطن گیری بکیری

تو جب پہچان لے گا اپنی ہستی

کھلیں گے تجھ بے اسرارِ امیری

لیتیں سے ہاتھ آتی ہے رہانی

وقیس و بدگمانی ہے اسیری

۵۹۔ تو ہم مثلِ من از خود در حبَابی ہنگ روزے کے خود را بازیابی

مرا کافر کند اندیشہ رزق ٹرا کافر کند علم کتابی

مری ماند تو بھی بے خبر ہے

نہ ہاتھ آئی کلیدِ کامیابی

مجھے کافر کیا روزی کے غم نے

ترادِ صشمِ بن علم کتابی

۶۰۔ مِنْزِ اَذْكُفْ چِراغِ آرْزَوْ رَا بُدْسَتْ اُورْمَقَامِ هَاوْهُورَا

مشُورَہ چار سوَے ایں جِہاں گُمْ بُخُودَمْ بُشْکَنْ چار سُوْرَا

نَهْ بُجْهَنْ دَے چِراغِ آرْزُو کُو

نَظَرِ مِیں رَكْھِ مقَامِ هَاوْهُو کُو

خُودَیِ کے دِم سے جَھَا جَا بُحْرُو بُرْبَر

مُسْخَرَ کِرْ جِہا نِنْ رَنْگ و بُو کُو

۶۱۔ نَهْ پِنْدَارِیِ کَهْ مَرْدِ اَسْتَیَانِ مُرْدِ نَمِيرِدِ گَرْ جَهْ زِیرِ آسَماںِ هُرْدِ

نَرَا شَايَانِ جَنْبِیںِ مَرَگِ اَسْتَوْرَنْ زَهْرِ مَرَگِ کَهْ خواهِی مِی توَانِ هُرْدِ

شِہِیدِ رَاهِ حقِ زَنْدَهِ رَہَے گَا

یہ مانا جسم اُس کا مر گیا ہے

ہے ایسی موت سے شان آدمی کی

وہ مر کر نام زندہ کر گیا ہے

۶۲۔ نگر پر مرد از رنج و غم و درد زدوار اکم نشیند بر لش گرد

قیاس اور امکن از گریه پر خویش کم مہت از سوز و مسٹی گریه مرد

نہیں ڈرتے دل اور رنج و غم سے

نہ پرواہے اُخنیں کچھ آسمان کی

بہائیں بھی اگر آنسو کبھی وہ

علامت جانتے سوز نہیں اس کی

۶۳۔ سحر مار درگر پیانِ شبِ اُست دو گیتی را فروع از کوب اُست

نشانِ مرد حق دیگر چہ گویم جو مرگ آپر تبکم بر لب اُست

تیکبر ہے وہ اوارِ سحر کا

دو عالم اس کے دم سے ہیں منور

یہی ہے مردِ مومن کی انتانی

اجمل کو کہتا ہے لبیک مہس کر

۶۴۔ کے گو لاِلہ را در گرہ بَسْت ز بندِ مکتب و مُلّا بِرُوں جَسْت

بَاں دِین و بَاں دانش پِر داز که از مامی بَرَد حِشْم و دِل و دَسْت

سمجھتَ ہے جو رِزْ لِاِلہ کو

اُسے کیا واسطہ دیر و حرم سے

بَجْلَا کس کام کے وہ دِین و مذہب

کریں حُسْرَدِم جو حق کے کرم سے

۶۵۔ نہایاں اندر دو حرفے مت کار است مقامِ عِشقِ مِنْبَرِیت دار است

براہمیاں ز نمروڈاں نتر سنند کہ عُودِ خام را آتشِ عیار است

نہیں مِنْبَرِ مقامِ عِشق ناداں !

متَّامِ عِشق تو دار و رسن ہے

براہمیوں کو نمروڈوں سے کیا ڈر

لپٹنا آگ سے اُن کا چلن ہے

۶۴۔ مُسلمانے کم داندِ رمزِ دیں را لساید پیشِ غیر اللہ جبیں را

اگر گردوں بے کام اُونگر در ہ کام خود بگر داند زمین را

جو مُسلم رمزِ حق سے آشناء ہے

نہیں چھکتا کبھی وہ ڈر کے مارے

نچاتا ہے فلک کو انگلیوں بر

و کھاتا ہے زمیں کو دن میں تارے

۶۵۔ نہ ہر کس خود گروہم خود گداز است نہ ہر کس مستِ ناز اندر نیاز است

قبائے لا الہ خُوئیں، قبائے است کہ بر بالائے نہزاد دراز است

کہاں وہ خود گرو خود بیس بشر جو

نیاز آگیں بھی مستِ ناز بھی ہو

قبائے لا الہ خُوئیں قبا ہے

عط ہوتی نہیں یہ بُزدلوں کو

۶۸۔ بہشتے بہر پا کانِ حرم ہست بہشتے بہر اربابِ تکم ہست

پگو ہندی مسلمان رکھ خوش باش بہشتے فی سبیل اللہ تکم ہست

کبھی ملتی ہے یہ پاکی دل سے

کبھی ہدت سے ہاتھ آتی ہے جنت

سناہنڑہ یہ ہندوستانیوں کو

کہ مانگے سے بھی مل جاتی ہے جنت

۶۸۔ زوزِ ایں فقیرِ رہ نشینے بڑہ اورا صمیر آٹشینے

دلش راروش و پاپنڈہ گردال زِ امیر کے کہ زایداز یقینی

دعا ہے مجھ فقیرِ رہ نشیں کی

صمیر آٹشین سب کو عطا کر

منور کر یقین سے شمعِ دل کو

جھلک امیر کی آن کو دکھا کر

۰۔ ادب پیرائی نادان و داناست خوش آگو از ادب خود را بایست

ندارم آن مسلمان زاده را دوست که در دانش فزود و در ادب کاست

ادب شان فضیلت ہے بشر کی

اسکی سے آدمی بنتا ہے کامل

ادب کو چھوڑ کر جو علم چاہے

نہیں اس سے بڑا ذہنیا میں جاہل

۱۷۔ بیاتا کار ایں امت بانیم قمار زندگی مردانہ بازیم

چنان نالیم اندر مسجد شهر کہ دل درینہ ملا گدرازیم

چلو آو جگابیس بھاگ اس کے

ہماری قوم ہے قسمت کی ماری

پگھل جائے دل ملا بھی جس سے

کریں سید میں ایسے آہ و زاری

۲۔ مسلمان بندۂ مولا صیفات است دل اُو سرے از اسرار ذات است

جالش جز بہ نور حق نہ بینی کہ اصلش در صنییر کائنات است

مسلمان بندۂ مولا صیفت ہے

سمجھتا ہے وہ اسرارِ حقیقت

دل اس کا لُورِ حق سے ہے مُنور

صنییر اس کا ہے عکس ذاتِ رحمت

۳۔ کے کو فاش دید اسرارِ جاں را نہ بیند جز بہ چشم خود جہاں را

نوائے آفریں درستینہ خوشیش بہاۓ گی تو ان کردن خزان را

سمجھتا ہے جو اسرارِ حقیقت

وہی صاحبِ نظر ہے اس جہاں میں

کچھ ایسا سحر پیدا کر نوا میں

خزان میں بھی نظر آئیں بہاریں

۷۷۔ نیگہدار آنچہ در آب و گل تُت سرور و سوز و مسی حاصل تُت

تہی دیدم سبوئے این واں را مے باقی بہ مینا کے دل لتُت

ترے دل میں ہے جو یہ سوز و مسی

خُدا یے لمیز لکی ہے عنایت

حافظت کر دل و جاں سے ٹواس کی

بڑی مشکل سے ملتی ہے یہ نعمت

۷۸۔ الاء گشۂ نامحرے چند خردی از پئے کی دل غمے چند

زتا دیلاتِ مُلا بائیں نکو تر نشستن باخود آگاہ ہے دمے چند

ترے دل میں بسے ہیں غم ہزاروں

اُجاڑا ہے ابے نامحرموں نے

نہ آ مُلاوں کی باتوں میں ہرگز

بڑھارشۂ کسی راز آشنا سے

۶۔ کارجوئی جھلکی چرا در پسح د تابی که او پیدا ست و گوزیر نقاوی

تلاشِ اُگنی جُز خود نہ بینی تلاشِ اُگنی جُز خود نیابی

کسے تو ڈھونڈتا پھرتا ہے ناراں

خدا تو ذرے ذرے سے عیاں ہے

نہیں کچھ فرق تجھ میں اور اس میں

تو خود ہی اک حجابِ درمیاں ہے

۷۔ پردوں از و رطہ بود و عدم شو فزوں تراز جہان کیف و کم شو

خودی تعمیر کن در پیکرِ خویش چوں ابراہیم معمارِ حرم شو

بکل باہر غمِ مہست و عدم سے

نہ رکھ رشتہ جہان کیف و کم سے

عبارت ہے خودی کی پروش بھی

گزر جاس سرحد و رف حرم سے

۸۔ مبارا بزم بر ساحل کہ آں جا نوائے زندگانی نرم خیر است

بہ درپا غلط و با موجش در آویز حیاتِ جاوداں اندرستیز است

ڈب دے گی تجھے ساحل پرستی

سُن اے غافل تو کس ارمان میں ہے

بیٹ جابے خطرِ مونج بلے

حیاتِ جاوداں طوفان میں ہے

۹۔ نہ پیو ستم ازیں بستاں سرا دل زیندگیں واک آزادہ فنتم

چوبادِ صبح گردیدم دعے پت دل گلائ را آب و زنگ تازہ دادم

لکایا دل نہ اس دنیا سے میں نے

رہا آزاد ہر اک آرزو سے

صبا بن کر رہا صحنِ جسم میں

بھرا پھولوں کا دامنِ زنگ و بو سے

۸۰۔ حضورِ ملتِ بیضا تپیدم نوائے دل نوازے آفریدم
ادب گوید سخن را منقصہ کن تپیدم، آفریدم، آرمیدم

کہے شعر کتنے ہی دل سوز میں نے

میں امانت کی خاطر تربت رہا ہوں

ادب نے مگر جب تھا صنا کیا ہے

ترب کریں ناچار چب ہو گیا ہوں

اقوال عارف ہندی

(جاوید نامہ)

ذاتِ حق رانیت ایں عالمِ حجاب

۱-

غوطہ راحاں نگر د نقشِ آب

روئے حق پر یہ نہیں ہرگزِ حجاب

یہ جہاں تو ہے فقط اک نقشِ آب

۲-

زادن اندر عالم دیگر خوش است

ما شبابِ دیگرے آید بدست

جنم لینا دوسرا دنیا میں پھرے خوب ہے

اس سے ہوتا ہے عطاِ انساں کو دوبارہ شباب

کافر بیدار دل پیشِ صنم

۳-

بہ زدیندارے کے خفت اندر حرم

شیخ جو مسجد میں پڑ کر سو رہا

اس سے تو بیدار دل کافر بھلا

چشم کو راست آنکھ بیند ناصواب

۴-

یسحیج گہ شب رانہ بیند آفتاب

ہو غلط بیس آنکھ تو کس کام کی اے ہم تپیں

ڈالنہ ہے کب نظر تاریکیوں پر آفتاب

۵-

وقت شیرینی بہ زہر آمینختہ

رحمتِ عامے بہ قہر آمینختہ

حالی از قہرش نہ بلینی شہر دشست

رحمتِ او ایں کہ گونی در گذشت

دیکھنے میں وقت امرت گ درحقیقت زہر ہے

یہ بظاہر ابر رحمت، اصل میں اک قہر ہے

کام اس کا ہے تباہی، اس کا مقصد ہے فنا

اس کی زمیں ہے سمجھی کچھ دشمن ہے یا شہر ہے

کافری مرگ است اے روشن نہاد

- ۶

کے سزد غازی را با مردہ جہاد

مردِ مومن زندہ و با خود بہ جنگ

بر خود افتاد، بمیحو برآ ہو پلناگ

کافری اک مردہ شے ہے، اے فتنی خوش نہاد!

مردہ شے سے کیا لڑائی، مردہ شے سے کیا جہاد

مردِ مومن مردِ زندہ، اس کا شیوه خود سے جنگ

یوں جھپٹا ہے وہ خود پر جیے آہو پر پلناگ

اے ہرن لہ چلتا۔

صحبتِ گل دانه را سازد درخت
آدمی از صحبتِ گل تیره بخت

دانه از گل می پذیرد تیخ و تاب
تا کندر صیدر شعاع آفتاب

بنے مل کے منٹی میں دانه درخت
ملے اس میں انسان تو ہو تیرہ بخت

ہے منٹی سے دانے کی نشوونٹ
وہ کرتا ہے سورج سے حاصل غذا

من بھل گفتگو اے سینہ چاک !

چوں بگیری رنگ ولو از بادو خاک ؟

گفت گل، اے ہوشمند رفتہ ہوش !

چوں پیامے گیری از برقِ خموش ؟

جال پتن مارا ز جذب این و آں

جذب تو پیدا و جذب میں نہیں

پوچھا جو میں نے بھول سے اے سینہ چاک بول!

حاصل تو کیسے خاک سے کرتا ہے رنگ و بو

بولا وہ سن کے "پہلے مجھے یہ بتا ذرا

مُنتا ہے کیسے برقِ فلک کی تو گفتگو؟

تیرا مر ا طریق تو ہے جذب ہی مگر

میں جھپٹ کے چذب کرتا ہوں اور آشکارا تو۔

مُفرد اشعار

ادب

خودی

متفرق

٤٩

٧٥

٨١

آدبو

اے میانِ کیسہات نقدِ سخن
بر عیارِ زندگی اور اپن

۱

ترے پاس ہے جو یہ نقدِ سخن
اے زندگی کی کسوٹی پر حبائیخ

۲

از نوا بمن قیامت رفت و کسی کاہنیت
پیشِ محفلِ جز بم و ز پر و مقام و راه علیت

چھپ پر مری نوا سے قیامت گزر گئی
دنیا ادا شناسِ رُخ زیر و بم رہی

۳

از کم آمیزی تخيیل زندہ تر
زندہ تر جو یہ زندہ تر پایتہ تر

خلوت ہے تخيیل کی زندگی
خلوت ہے اس میں پایندگی

اگر ایں کار را کا نفس دانی چہ نادانی

. ۲.

دم شمشیر پاید اندر سینہ نے نوانے را

شاعری کو تو سمجھتا ہے کہ یہ اک کھیل ہے

شرگونی کے لیے سینے میں شعلہ چاہیے

بہ صدائے دلنوازے بہ نواۓ دلپذیرے

. ۳.

خُم زندگی کشاد م ہ جہاں تشنہ میرے

اس جہاں آشِ لب کے واسطے اے ہم شیں

میں نے اپنی نے نوازی سے لٹکے سخنم کے خُم

بیا ہے مجلسِ اقبال ویک دوساغ کش

. ۴.

اگر چہ سر نتراشد، قلم درمی داند

اقبال کے سبو بے بھی دو ایک جام بی

اُس کا طریق کچھ بھی ہو، دانلئے راز ہے

بڑا اور ہر جہا اندر سیئنہ داری

۔ ۷

سرودے نالہ، گہے، فُغانے

ترے دل میں جو کچھ بھی ہے پیش کر

وہ نغمہ ہو، نالہ کہ آہ و فُغان

پس از من شعر من خوانند و دریا بند و عی کویند

۔ ۸

چنانے را دگر گول کر دیک مردِ خود آگاہ ہے

مرے شعر پڑھ کر کہے کا زمانہ

کہ اک مردِ حق نے یہ دنیا بدل دی

پسیر گردوں با من ایں اسرار گفت

۔ ۹

از ندیاں راز ہا نتوں نہ فت

مجھ کو گردوں نے دیا یہ مشورہ

راز جو سینے می ہے، پنهان نہ رکھ

چو یزد از دو عالم پے نیاز اندر

۱۰-

دگر سرمایہ اہل ہنر چیست

دو عالم پیچ ہیں ان کی نظر میں

بہبی سرمایہ اہل ہنر ہے

حتیٰ اگر سوزے ندارد حکمت است

۱۱-

شعر مجی گرد چو سوز از دل گرفت

فلسفہ ہے سوز سے عاری کلام

شعر بن جا تک ہے جب شامل ہو سوز

در نمی گنجد بہ جو عمان من

۱۲-

بھرا باید پئے طوفان من

مرا نغمہ دریا کے لس کا نہیں.

یہ شایاں ہے اک بھر فخار کے

سو زو مسْتی نقش بندِ علَمے سُت

۱۳-

شاعری بے سو زو مسْتی ملتے سُت

سو زو مسْتی اصل پیغامِ حیات

شاعری بے سو زو مسْتی درسِ مرگ

شاعر اندر سیّدہ مملکت چو دل

۱۴-

ملتے بے شاعرے، انبارِ گلِ

قوم کے سینے میں شاعرِ مثل دل

القوم بے شاعرے اک انبارِ گلِ

بُشیر را مقصود اگر آدم کری سُت

۱۵-

شاعری ہم وارثِ پیغمبری سُت

اس کا مقصد ہو اگر آدم گری

شاعری ہے ہم بر پیغمبری

فطرتِ شاعر سراپا جستجوست

۱۶

خالق و پروردگار آرزوست

فطرتِ شاعر سراپا جستجو

خالق و پروردگار آرزو

کرم شبتاب است شاعر دشستان وجود

۱۷

در پروباش فروغے کاہ ہست و کاہ نیت

شاعر شب وجود میں جگنو کی ہے مثال

اس میں فروغ نور کبھی ہے کبھی نہیں

مرا بندگ کم در ہندوستان دیگر نمی بیسی

۱۸

برہمن زادہ رمز آشنا کے روم قبرنیست

ہوں برہمن نژاد مگر مرتبہ تو دیکھه!

رکھتا ہوں ربطِ خاص میں قبرنیز و روم سے

من اے میرا حم بادا راز تو خواہم

۱۹

مرا یاراں غزل خوانے شمردند

تو ہی الصافات کر اب یا محمد ص

مجھے شاعر سمجھتی ہے یہ دُنیا

مستی زبادہ جی رو دواز ایاغ نیست

۲۰

ہر چند بادہ رانموال خور دبے ایاغ

لاکھ ہو بہر مے کشی جام و سبوکی اصیاح

کیف تو ہے شراب میں جام و سبوکی کچھ ہیں

مئ من گرچہ ناصاف است در کش

۲۱

کم ایں تھے جر عہ خم ہائے دوش است

مرا بادہ تاصاف ہے بچھر بھی بی

یہ عہد گذشتہ کی سو فات ہے

نغمہ کجاؤں کجا سانہ سخن بہانہ ایس

۲۲

سوئے قطاری کشم ناقہ بے زمام را

فقط اک بہانہ ہے یہ - نے نوازی

مرا کام ہے رہنمائی بشر کی

نہ بیکھراز آں مرد فرو دست

۲۳

کہ بُرمن تھمت شعرو سخن بست

مجھے جو یہ کہتا ہے شاعر ہوں میں

نہیں اُس سے پڑھ کر کوئی بے خبر

نغمہ می باید جنوں پروردہ

۲۴

آتش درخونِ دل حل کردا

ضروری ہے نعمت میں عنصر جنوں کا

مگر سوزِ غم بھی ہے درکار اس میں

نغمہ ام، از زخمہ بے پرداستم

۲۵-

من صدائے شاعر فرداستم

میں نوا ہوں، بے نیازِ ساز ہوں

آنے والے دور کی آواز ہوں

نغمہ من از جهان دیگر است

۲۶-

ایسی جرس را کاروں دیگر است

میرے نغموں کا جہاں ہی اور ہے

اس جرس کا کارواں ہی اور ہے

نگاہم از مرد پر دیں بلند است

۲۷-

سخن را بر مزاج کس نگویم

سخن میرا مرد پر دیں سے بالا

پسند آئے کسی کو یا نہ آئے

۲۸-

لغمہ ام ز اندازہ تار است بیش

من نترسم از شکست عود خویش

ماورائے ساز ہے لغتہ مرا

توڑ ڈالو شوق سے میر رباب

بایسح کس رازے کہ من گفتہ نہ گفت

۲۹-

ہمچوں فکرِ من در معنی نہ سفت

کون کر سکتا ہے میری ہمسری

کون کہہ سکتا ہے جو میں نے کہا

خود می

اگر خواہی خدارا فاش بیسی

۳۰-

خود می را فاش تر دین بیاموز

بھٹا ہے دیدارِ حق کی اگر
خود می کی حقیقت سے ہو آشنا

اُند کے اندر جہانِ دل نگر

۳۱

تاز لورِ خود شوی روشن بھر

اے فدلے جلوہ ہائے برقِ طور

تیرا اپنا دل بھی ہے قندیلِ لور

۳۲

بہ درگاہِ سلاطین تاکجا ایں چہرہ سائی ہا

بیا موز از خداۓ خویش نازِ کبریائی ہا

نہ کر سجدہ شنہستا ہوں کے در پر

خداۓ ماںگ نازِ کبریائی

۳۳

برگ فتح پردہ از رازِ خودی

وامنودم سر راحب ازِ خودی

افشا کیا راز میں نے خودی کا

دُنیا کو اعجَّاز اس کا بتایا

۳۲

بِرْ مَقَامِ خُودِ رَسِيدَنَ زَنْدَگَى سَت

ذَاتِ رَابِلَے پُرْ دِه دِيدَنَ زَنْدَگَى سَت

زَنْدَگَانِي نَفْسَ كَى بِهِ حَچَانَ هَے

زَنْدَگَانِي ذَاتَ كَاعِنَرْ فَانَ هَے

۳۴

ہَرْ جَهَهِ حَىِ بِلِينِي زَ اسَرَارِ خُودِي سَت

خُودِي كَاهَے جو ہَرْ بِرَاكَ جِيزِرِيں

خُودِي سَهَے ہَے قَامُ نظامِ حَيَاةٍ

۳۵

تَلاشِ اُوكُنْيِي جُزْ خُودَ نَه بِلِينِي

تَلاشِ خُودَ كُنْيِي جُزْ اُونَيَابِي

خُدا كَيِ جَسِّ جُو مِيں بِهِرنَے دَلَے

خُدا مِلتَهَے اپَنِي جَسِّ جُو سَے

خودی اندر بدن تعمیر کن

۳۷

مشت خاک خویش را اکسیر کن

خودی تعمیر کر اپنے بدن میں

بن اکسیر اپنے خاک داں کو

چیست دیں؟ دریافت اسرار خویش

۳۸

زندگی مرگ است بلے اسرار خویش

ورحقیقت دین کیا ہے نفس کی پہچان ہے

زندگی کا راز اپنی ذات کا عرفان ہے

خودی را مردم آمیزی دیں نارسانی ہا

۳۹

تو اے درد آشنا بیگانہ شواز آشنا ہا

حضر کر مردم آمیزی سے ناداں

خودی کی نوت ہے یہ آشنا ہا

خُودی را حقِ بِرداں باطلِ پسندار

۲۰-

خُودی را کِشتِ بے حاصلِ پسندار

خُودی کِشتِ ویراں نہیں ہم نشیں

خُودی اکِ حقیقت ہے باطل نہیں

خویش را چُوں از خُودیِ محکم کُنی

۲۱-

تو اگر خواہی، جہاں برسم کُنی

خُودی سے تو انہوئی حبس کی ذات

اسِ انسان کے لبس میں ہے یہ کائنات

داغے بِسینہ سوز کہ اندر شبِ وجود

۲۲-

خُود راشناختن نتوال جُز بِ ایں چراغ

بِسینے میں جب تک نہ ہو زخم کوئی

مشکل بہت ہی ہے ہر جپانِ اپنی

وگر از شنکر و منصور کم گو

۲۳

خدا را ہم براہ خویشتن جو

شنکر و منصور کا پیر و نہ بن

جسجوئے حق خود اپنے آپ کر

منکرِ حق نزدِ مُلّا کافر است

۲۴

منکرِ خود نزدِ مِن کافر تراست

خدا کو نہ مانے وہ انسان کافر

جو خود کو نہ مانے وہ اُس سے بھی بدتر

مردِ خود دارے کہ باشد پنجتہ کار

۲۵

بامزاج او بآزاد روزگار

جو کامل ہے، پنجتہ ہے، خود دار ہے

اُس انسان کے بس میں ہے سارا جہاں

مُردد چوں شمع خودی اندر وجود

۔۲۶

از خیال آسمان پیما چہ سود

خودی ہی مرگی جب تیری نداں !

حیالاتِ فلک بیت سے حاصل ؟

مُتفرق

آدمیت احترام آدمی

۔۲۷

باخبر شواز مقام آدمی

آدمی کی ذات ہے عالی مقام

آدمیت، آدمی کا احترام

از گلِ خود آدمی تعمیر کن

۔۲۸

آدمی را عالمے تعمیر کن

آدمی بن آدمی، اے مسٹ خاک !

اور پھر تعمیر کر اپنا جہاں

آنٹائے لذتِ گفتار شو

۔۲۹

اے امیر کاروال ! بیدار شو

آشنا یے لذتِ گفتار ہو

اے امیر کارواں، بیدار ہو!

از من بُرُوں نیست منزل گہمن

- ۵۰

من بے نصیبِ یہ را ہے نیا جم

خود میرے اندر ہی منزل ہے میری

انسوں! پھرتا ہوں پھر بھی بھٹکتا

از خود انداش وازیں بادیر تراں مگذر

- ۵۱

کہ تو ہستی وجودِ جہاں چیز یے نیست

گزر جا بے خطر بزم جہاں سے

جہاں فانی ہے، تو فانی نہیں ہے

از آں آتش کہ جانِ من برافروخت

- ۵۲

نصبے دِہ مسلمان زادگاں را

مرے دل میں جو آگ ہے شعلہ ور

عطَا کر دہی اہلِ اسلام کو

اگر زارشِ دل شرارے بگیری

- ۵۲ .

تو اس کرد نہ یہ فلک آفتا بی

فروزان اگر کر سکے شمعِ دل

تو بن جائے رشکِ مہ و ہر تو

آں عزم بلند آور، آں سوزِ جگر آور

شمشیر پر خواہی، بازوئے پار آور

پہلے وہ سوز و ساز، وہ عزم بلند لا

بھر عظمتِ قدیم کا وارث بنے گا تو

از گناہِ بندۂ صاحبِ جنوں

کائناتِ تازۂ آیدِ بُرُوں

اہلِ جنوں کی جسارت کے صدقے

کیا کیا نہ عالم ہوئے اور پیدا

- ۵۵ .

۵۶-

اے کہ از ترکِ جہاں گوئی ملگو

ترکِ ایں دیر کہن تسبیح راو

ترکِ جہاں کا نہ کر ذکر مجھ سے

تسخیر دنیا ہی ترکِ جہاں ہے

آئیم من، حبادانی کن مرا

۵۷-

از زمینی، آسمانی کن مرا

میں ہوں فانی، غیر فانی کر مجھے

یا الہی! جادانی کر مجھے

ایں کہ حی بیتی نیزد باد و جو

۵۸-

از جلالِ لا الہ آکاہ شو

یہ جہاںِ رنگ و بو کچھ بھی نہیں

مہوجلالِ لا الہ سے آشنا

۵۹

باقچنیں زورِ جنوں پاسِ گریاں داشتم

در جنوں از خود نہ رفت، کار سردا ریا نہ است

ملیں گے کہاں ہم سے بپول نے لوگ

جنوں میں بھی پاسِ گریاں رہا

۶۰

بر تراز گردؤں مقامِ آدم است

اصلِ تہذیب احترامِ آدم ست

آدمی کا مرتبہ ہے قُدُسیوں سے بھی بلند

۶۱

احترامِ آدمی، بنیاد ہے تہذیب کی

بوعلی اندر غبارِ ناقہ گم

دستِ رُومی پردهِ محمل گرفت

ہیرِ رُومی نے کئے سب پردها راز فاش

بوعلی سینا غبارِ عقل میں گم ہو گیا

بے خلش بازیستن، نازیستن

۔۶۲

باید آتش در تر پا زیستن

خلش بہی سے ہے زندگی، زندگی

اگر یہ نہ ہو، زندگی موٹت ہے

با سکندر خپر در ظلمات گفت

۔۶۳

زگ مشکل، زندگی مشکل تراست

خپر سے سکندر نے یہ راز پایا

کہ مرننا ہے آسان، جیتنا ہے مشکل

یہ مصطفیٰ بر سار خوش را کہ دیں اُست

۔۶۴

اگر بہاؤ نہ رسیدی تمام بُلی یا است

عشق رسول ہے تکمیلِ دین واکیاں

اس کے بغیر انسان مثلِ ابوالہبیب ہے

بِ اَسْلَاطِ بَنِ وَرْفَندِ مَرْدِ فَقِيرٍ

۶۴-

از شکوهِ بُوریا لرزد سریر که

اُجھتا ہے سلطان سے مرد فقیر

لرزتا ہے گذری کے ڈر سے حریر

- ۶۵ -

پادشاہ در قبا ہے حریر

زرد رو از سهم آں عریاں فقیر

یہ خمل دحریر میں ملبوس بادشاہ

لرزہ بتن ہیں خوف سے عریاں فقیر کے

- ۶۶ -

پیر رومی خاک را اکپیر کرد

از غبَّارِم جلوہ ہا تعمیر کرد

پیر رومی کی نظر کے فیض سے

بن کئی اکپیر میری خاک بھی

تَمَانَه رَمْزٌ لِلَّا إِلَهَ آَيُهُ بَدْسَتٌ

۶۸

بَنْزِرٌ غَيْرُ الْمُدْرَ رَا تَقْوَالِ شِكْسَتٌ

لَا إِلَهٌ كَيْ رَمْزٌ سَعَ وَاقِفٌ نَهْ هُوْ جَبَتٌ تَكَلْبَشَرٌ

مَاسِوَا كَيْ قِيدَ سَعَ آَزَادٌ هُوْ سَكْتَنَاهِيْسِ

۶۹

تَوْنَه شَنَنَاهِيْسِ هُنْزُرٌ عَشْقَنَ بَكِيرَدَرَ وَصَلَ

بَجِيلِتٌ حَيَاتٌ دَوَامٌ، سُونْخَتَنِ نَاتَامٌ

تُجَهُ كُوْكُجَهُ خَبْرَ بَحْمَيْهِ، وَصَلَ مَرَگَ عَشْقَهِ

حَسْرَتٌ مُدَامٌ هِيْ، نَامٌ هَيْ حَيَاتٌ كَا

۷۰

تُوْخُورُ شِيدَيِي وَمَنْ سَيَارَهُ تُو

سَرَبَا تُورَمٌ ازْ نَظَارَهُ تُو

تُوْخُورُ شِيدَيِي رَاهِي مِنْ تِيرَمَتَهُ

مُنْوَرٌ تَرَهَ دَمٌ سَعَ مِنْ سَرَبَسَرٌ

۱۷۔

جہاں تابی زنورِ حق بیسا موز

کہ او با صد تجھی در حجاب است

جہاں تابیاں سیکھ نورِ خدا سے

جو تبا نیوں پر بھی رہتا ہے مستور

چنان بزی کہ اگر مرگِ ما سرت مرگِ دوام

۱۸۔

خداز کردہ خود شرمسارہ تر گردد

کاٹ، اپنی زندگی کے دن ایسے جہاں میں

خالق بھی سوکوار ہو تیری وفات پر

۱۹۔

چو جی گویم مسلمان، پلر زم

کہ دائم مشکلاتِ لا الہ را

لرزتا ہوں خود کو مسلمان کہتے

سمجھتا ہوں یہ مشکلیں لا الہ کی

چوں فنا اندر رضاۓ یے حق شود

- ۷۴ -

بندۂ مومن قصۂ یہ حق شود

رضاۓ الہی ہے جس کا رشدار

وہ مومن ہے محبوب پروردگار

حیاتِ جاوداں اندر تھیں است

- ۷۵ -

وہ تھمیں وطن گیری، مسیری

یقیں یہی ہے مُضھر حیاتِ درام

ہلاکت کا باعث ہیں، تھمیں وطن

حدیثِ کم نظر اک کہ بازمانہ ابزار

- ۷۶ -

زمانہ با تو نسازد تو بازمانہ سیپیز

یہ دلیلِ کم نگاہ ہے کہ دُنیادار بن

راس اگر آئی نہیں دُنیا تو برہم کرائے

خُود را کُنْ سَجُودے دَيْرِد حَرم نَماَنَدَه

۷۶

إِلٰى در عَرب نَماَنَدَه آَل در عَجم نَماَنَدَه

مَطْلَب بِمَحْمَع عَربَسَنَدَه دَاسْطَه عَجمَسَنَدَه

كَرْتَا هُوں خُودَكَو سَجَدَه دَيْرِد حَرمَكَبَدَلَه

خَاكَشَتَن مَذَهَب پِروانَگَي سَتَ

۷۸

خَاكَ رَاب شَوَّكَه إِلٰى مَرَانَگَي سَتَ

آَب دَگِل سَرْبَطَه دَيْوانَگَي

اسَ پَه غَلَبَه شَبَوه مَرَانَگَي

خَيزَه جَان لَزَبَدَه هَرْمَرَدَه رَاهَ

۷۹

ازْقُمْ خُود زَنَدَه تَرْكُن زَنَدَه رَاهَ

مَرَدَه بُوكَوُونَه كَو عَطَه كَر زَنَدَگَي

اوَر جَو زَنَدَه هَيْنَ آُنَ كَو مَرْدَنَه

دلبُری بے قاہری جلوه گری است

۸۰

دلبُری با قاہری پیغمبری است

دلبُری بے قاہری جلوه گری

دلبُری با قاہری پیغمبری

در عمل پوشیده مضمونِ حیات

۸۱

لذتِ تخلیق قانونِ حیات

ہے عمل سے ربطِ مضمونِ حیات

لذتِ تخلیق قانونِ حیات

دیگر در مدرسہ و در حرم نہیں

۸۲

دلِ جنید و نگاہِ غزالی و رازی

کہاں اب وہ اوصاف الہی حرم میں

جنید ایسی فطرت، نگاہِ غزالی

۸۳

در نہادم عشق با فکر بلند اندختند

ناتمام جاودا م، کارمِن چون ٹھنیست

فکرِ بلند و عشق ہے میری سر شرت میں

میں ناتمام جاوداں ہوں، ماہ تو نہیں

در اطاعت کوش اے غفت شمار

۸۴

محی شود از چبر پیدا اختیار

تو اطاعت کو بنا اپنا شمار

چبر سے ہوتا ہے پیدا اختیار

دیں مجوان در کتاب اے بے خبر

۸۵

علم و حکمت از کتب، دیں از نظر

دین کو کتاب میں ڈھونڈتا ہے بے خبرا

اس میں تو بس علم ہے دین ہے نظر کتابات

دیں سرایا سوختن اندر طلب

۸۶

انتہا یش عشق، آغاز کش ادب

ہے مقصد دین کاراہ طلب میں جان دے دینا

ادب آغاز ہے اس کا، محبت انتہا اس کی

لکم سوخت ہتم سوخت، استخوان ہم خوت

۸۷

تام سوختم و زوقِ سوختن با قیست

دل جل گیا، تن جل گیا، سب استخوان جلے

جلنے کا شوق اب بھی مگر برقرار ہے

درجہاں نتوال اگر مردانہ زلیست

۸۸

ہمچو مرداں جاں پس ردن زندگیست

مردوں کی طرح زندگی ممکن نہ ہوا مگر

مردوں کی طرح جان دے دینا ہے زندگی

۸۹-

رنگ اُو بُرگُن مثالِ اُشوی

در جہاں نقشِ جمالِ اُشوی

رنگ اس کا تو اگر اپنے گا

عکس بن جائے گا اس کے حُسن کا

ز شرستارہ جو حُم، ز ستارہ آفتاہ

۹۰-

سر منزے نہ دارم کہ پیغم از قراءے

شر ہو، ستارہ ہو یا آفتاہ

اگر رک گیا تو فَ ہو گیا

زندگی را چیست رحم و دین و کیش؟

۹۱-

یک دم شیری باز صد سالِ مدیش

یہ اصولِ زندگی ہے یہ کمالِ زندگی

ایک لمبے شیری مانند جینا ہے بہت

سنگ شوای ہچھو گل نازک بدن

۔۹۲

تاشوی بنیادِ دیوارِ چمن

سنگِ خارابِ سن اے نازک بدن !

ہے تو ہی بنیادِ دیوارِ چمن

سنگِ چوپ برخودِ گمانِ شیشه کرد

۔۹۳

شیشه گردید و ٹکستن پیشہ کرد

پتھرنے جب خیال کیا یہ کہ شیشه ہوں

وہ ریزہ ریزہ ہو کے زمیں پر بکھر گیا

شمارِ جستہ گیرا ز درونم

۔۹۴

کہ من مانندِ رومی گرم خونم

مرے دل میں شعلہ ہے مانندِ رومی

اٹھائے شر اس سے دو ایک تو بھی

صُحبَت از علمِ کتابی خوشنُر است

۹۵-

صُحبَتِ مردانِ حُر آدم گر است

کتابوں کی حکمت سے بہتر ہے صُحبَت

تو جوڑ اپنا رِشتہ کسی مردِ حق سے

طاہرِ دانا نمی گردد اسی پر

۹۶-

گرچہ باشد دام از تارِ حریر

لاکھ ریشم کا بناؤ جب مال تم

طاہرِ دانا نہیں پھنستا کسی جی

عجب کافرانہ قمارِ حیاتِ جی بازی

۹۶-

کے باز ما نہ سازی و با خود نمی سازی

ببا۔ یہ خودی۔ نظر ہے جہاں پر

عجب کافرانہ تری زندگی ہے

عشقِ سوہاں زد مرا آدم شدم

- ۹۸

عالم کیف و کم عالم شدم

عشق نے مجھ کو بنایا آدمی

اور پھر بخشی متابع آگئی

عقل ہم عشق است از ذوقِ نظر بگانیت

- ۹۹

لکن ایں بیچارہ را آج راتِ زندانہ نیت

عقل جسی صاحبِ نظر ہے عشق کی صورت مگر

عشق میں جو حراثِ زندانہ ہے، اس میں کہاں

فقرِ کافر خلوتِ دشُت و دراست

- ۱۰۰

فقرِ مومن لرزہ بر بھرو بر است

کافر کافر، صحراء نشینی

مومن کافر، تسبیحِ عالم

۱۰۱

فقر جوں درقص و غریانی کجاست

فقر سلطانی سبت، رہبانی کجاست

فقر، فاقہ رقص و غریانی نہیں

فقر سلطانی ہے، رہبانی نہیں

فقرِ مومن چیست؟ تسبیحِ حیات

۱۰۲

بندہ از تائیر آں مولا صفات

فقرِ مومن کیا ہے؟ تسبیحِ حیات

بندہ اس کے فیض سے مولا صفات

۱۰۳

قدم در جتیجوار آدمے زن

خُدا ہم در تلاشِ آدمے ہست

کرو کوشش تلاشِ آدمی کی

خُدا کو بھی تلاشِ آدمی ہے

۱۰۳۔ کمالِ زندگی دیدارِ ذات است

طریقِ شستن از بندِ حیات است

مقصدِ حیات ہے وصالِ حق اے ہمیں!

یہ نصیب ہو کا تجھ کو ما سوا کے ترکے سے

گماں مبرکہ ہمیں خاکدار نشینِ ماست

۱۰۴۔

کہ ہر ستارہ جہان است یا جہاں بُولہ است

سہی عالم نہیں مکن ہمارا

مہ و پردیں پہ بھی ہم رہ چکے ہیں

۱۰۵۔

گاہ باشد تھے خرقہ زیرہ می پوشند

عاشرِ حق بندہ حال اندوخیاں نتیر کنند

پہنچتے ہیں خرقہ کے پیٹھے زیرہ

عجب لوگ ہیں عاشِ حق ان خُدا

گر خدا داری زغم آزاد شو

- ۱۰۲ -

از جهان بیش و کم آزاد شو

خدا پر یقین ہے تو مطلق نہ ڈر

دو عالم کی دولت کی پروانہ کر

گر تو می خواہی مسلمان زیستن

- ۱۰۳ -

نیتِ ممکن جز بہ قرآن زیستن

مسلمان کی طرح جینا جہاں میں

سما قرآن کے ممکن نہیں ہے

- ۱۰۴ -

لذتِ ایکاں فرایدہ در عمل

مردہ آں ایکاں کہ ناید در عمل

عمل میں ہے پوشیدہِ ایکاں کی لذت

نہ کئے عمل میں تو مردہ ہے ایکاں

۱۱۰-

من بندہ آزاد، عشق است امام من

عشق است امام من، عقل است غلام من

بندہ آزاد ہوں، عشق ہے میرا امام

عشق ہے نواہ مراعقل ہے میری غلام

مرا ناز و نیازِ آدم مے دہ

۱۱۱-

مرا سوز و گُدمازِ آدم مے دہ

مجھے ناز و نیازِ آدمی دے

مجھے سوز و گُدمازِ آدمی دے

مَن درونِ شینہ ہائے عصر حاضر دیدہ ام

۱۱۲-

آل چان زہر کے ازوے مارہا در پیچ و قتا

ئے دورِ حاضر ہلائل ہے ایسا

پیسات پ بھی تو وہ پانی نہ مانگے

۱۱۳

مرد شو آور زمامِ دل بے کف

تاشوی گوہر اگر باشی خراف

نفس پر جب تو نے قابو پائی

خاک سے تو کیمیں ابن جلے گا

مُریدِ بہت آں رہروم کہ پانہ ہناد

۱۱۴

بجادہ کہ در او کوہ و دشت و دنیا سیت

میں ہوں اُس راہی کی بہت کا غلام

عشرتِ منزل کو جو سمجھے حرام

۱۱۵

ماز تخلیقِ مقاصدِ زندہ ایم

از شعاعِ آرزو تا پندہ ایم

مقاصدِ ہی کا نام ہے زندگی

تمنا سے ہے اس میں تابندگی

من آں پروانہ را پروانہ دامن

- ۱۱۶ -

کہ جانش سخت کوش و شعلہ نوٹا است

اُسی کو سمجھت اہوں پروانہ میں تو

جو پی جائے شعلے کو بانی سمجھ کر

مرا صاحب دلے ایں لکته آموخت

- ۱۱۷ -

زنزل جادہ پیچپیدہ خوشنتر

مجھے ایک صاحب نظر نے بتایا

کہ منزل سے بہتر ہیں پر تباخ را ہیں

من عیشِ ہم آغوشی دریانہ کشیدم

- ۱۱۸ -

آل بادہ کہ از خوبیں رباید نہ چشتیدم

نہ کی میں نے سا حل کی خواہش کبھی.

ندوہ نے ہی پی حبس سے اڑ جائیں ہوش

نہ کردم گرد یہ چشمے ز افل طوں فارابی

۱۱۹-

بچشم خود تماشائے جہاں رنگ و بو کردم

نظر مانگی فلاطوں سے نہ فارابی سے یہ نے

جہاں رنگ و بو کو اپنی ہی آنکھوں سے دیکھا

۱۲۰-

مصلحت در دینِ ما جنگ و شکوه

مصلحت در دینِ عیسیٰ غار و کوه

مسلک ہمارا ہے جنگ و شکوه

عیسیٰ کا مسلک فقط غار و کوه

۱۲۱-

ہر کہ اندر دستِ او شمشیر لاست

جمله موجودات را فرمازد است

جب بشر کے ہاتھ میں ہے یعنی "لا"

وہ ہے موجودات کا فرمازدرا

محفل از شمع نوا افروختم
قوم را رازِ حیات آموختم

۱۲۲

شمع نوا جلا کر روش نکیادلوں کو
اہل وطن کو میدنے چینے کا ذہب سکھایا

۱۲۳

جانے کے بخشنند دیگر نگیرند
آدم بمیسرد ازبے یقینی

موت سے مرتا نہیں ہے یہ کبھی
بے یقینی موت ہے انسان کی

۱۲۴

گرچہ ہندو در عذوبت شکراست
طرزِ گفتارِ دری شیریں تراست

یہ مانا کہ اُرد ہے شیریں زبان
ملگ فارسی کا ہے لطف اور ہی

۱۲۵

از مرگ ترسی اے زندہ جا وید!
مرگ است بیدے تو در کمیینی

تیری سنتی جاوداں ہے، موت سے دُر تلهے کیوں
اصل میں تو ہے شکاری، موت ہے تیرا شکار

اقبال کی دعا

(ما خود از زبورِ عجم)

اَللّٰهُمَّ اعْطِنَا كَرَدِلِ بِالْخَبَرِ	فَقْطُ مِعْرِفَتِ پُرْهُجِسْ کَيْ نَظَرِ
سہارے کا جینا مجھے موْت ہے	مجھے کرْمُونَرِ مِثَالِ سَحْرِ
مُنْكَ ما یہ دُنیا سے مجھے کو بچِپَا	عطا کرْ مجھے دشَت و کوہ و دکَرِ
سمندر ہوں کر دے مجھے بیکاراں	مجھے بخش نایاب و یکتا گھر
خبر ہے تجھے تو کہ شاہیں ہوں یَسِیَ	عطا کرْ مجھے چُنْگلِ تیزِ ترِ
مجھے صَید کرنا ہے طَیرِ حَزَدِ	مرے تیر ہوں سب کے سب کارگر
مرے لب پے ہو نغمہ سَرْمَدِی	پَرْ وَبَالِ ہوں میرے مثلِ شَرِ

علامہ اقبال

شاعری کے تن میں اُس نے روح اک چونکی نئی
اک نیا آہنگ بخشا، اک نئی آواز دی

میر و غالب کا بھی لیوں تو مرتبہ کچھ کم نہیں
کون کر سکتا ہے لیکن ہمسری اقبال کی

راز ہائے زندگی سختے اُس کی فطرت پر عیاں
وہ شناسائے خودی تھا، راز دان بے خودی

ساقی و پیانہ کی بالوں سے تھا اس کو گریز
عمر بھر کرتا رہا تفسیر حسن و عشق کی

اُس کا اک اک لفظ ہے "بانگ درا" "ضربِ کلیم"
اُس کے شعروں میں پیامِ حریت، درسِ خودی

"اشرف المخلوق ہے تو، نائب ربِ عظیم"
آدمی کو اس نے سمجھا یا مقامِ آدمی

امتیازِ زنگ ولسل و دلیلے سے بیگانہ تھا وہ
ایک تھے اُس کی نظر میں دہر کے انسان سمجھی

اس کا مسلک ہبہ والفت، راستی، انس و خلوص
اس کا مذہب آدمیت، احترام آدمی

ہند کے علم و ادب سے تھا وہ یکسر بہرہ ور
اس سے پوشیدہ نہ تھے کچھ مغربی افکار بھی

وہ سمجھتا تھا عراقی اور حافظ کامقtam
جانتا تھا وہ ادا نیٹشے کی، پیغمبرِ روم کی

شاعرِ مشرق تھا وہ، تو شاعرِ مغرب بھی تھا
اہلِ مغرب سے بہت آگے ہتھی اُس کی شاعری

مردِ حق آگاہ تھا وہ محترم اسرار تھا
شعر کے پردے میں وہ کرتا رہا پیغمبری ।

ہے زیارت گاہ اربابِ نظر اُس کا مزار
رشکِ صد افلک جس سے سرز میں لاہور کی

دانے رازِ قبّال

ایک مردِ خود آگاہ
 ہند میں ہوا پیدا
 دردِ جس کے دل میں تھا
 نورِ تھانگا ہوں میں
 شاعری تھافن اُس کا
 کامِ رہنمائی تھا
 قوم کو جگانا تھا
 نوجوان لوگوں کو
 راہ پر لگانا بھتا

فقر اُس کا ایماں تھا
 دین تھا خودی اُس کا
 عشق اُس کا مذہب تھا
 حُریتِ عبادت تھتی
 رنگ و لسل و ملت سے
 واسطہ تھا اُس کو
 ساری بزمِ ہستی کو
 وہ وطنِ سمجھتا تھا

اور نوع انسانی
اُس کا خالنواہ تھا

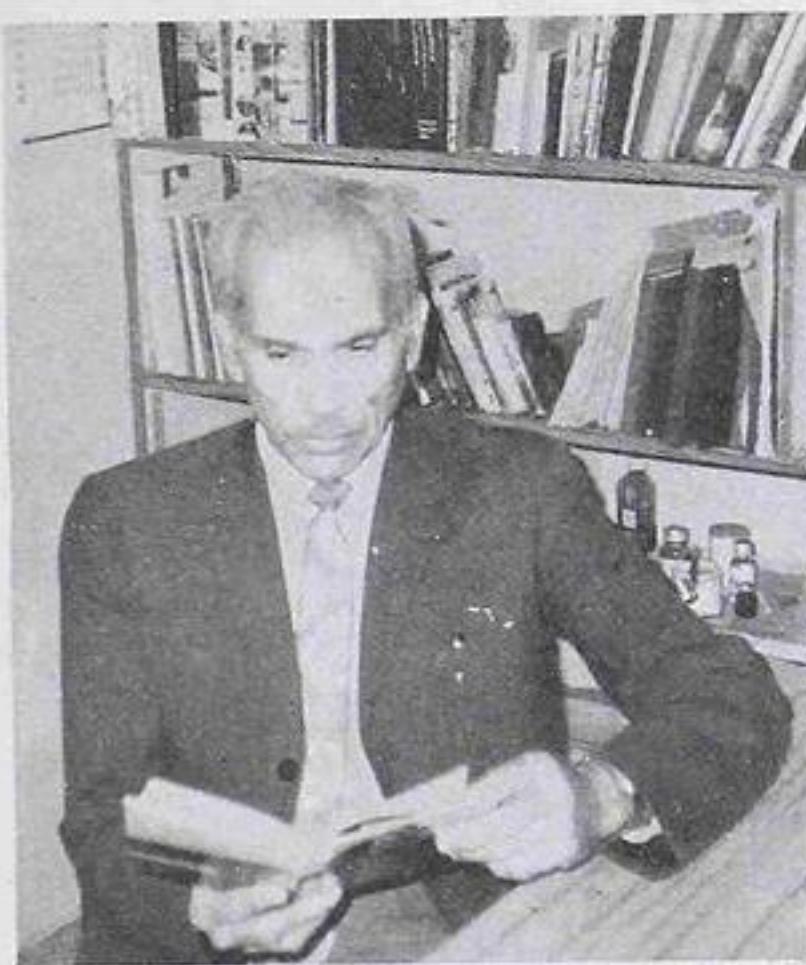
تھا تو پیکرِ خاکی
اصل میں وہ نوری تھا
ایک مردِ مومن تھا
پاک بھی نظرِ اُس کی
دل بھی پاک تھا اُس کا
فلکر بھی رسا اُس کی
عرش پرہ زیگا ہیں تھیں
محرمِ حقیقت تھا
رازِ دانِ فطرت تھا
صهانِ ازل کا ایک
شانہ کارِ عُمَدہ تھا

سیکڑوں برس تک جب
نشلِ انسان رو رو کر
خالقِ دو عالم سے
التحابیں کرتی ہے
جب کہیں بہ فضلِ رب
کوئی مردِ خود آگاہ
آشنا نے رازِ حق
اس جہاں میں آتا ہے

لصاہیفِ اقبال

- اردو : ۱۔ بانگ درا۔ ۱۹۲۳ء
 ۲۔ بالِ جبریل۔ ۱۹۲۵ء
 ۳۔ ضربِ کلیم۔ ۱۹۲۶ء
 ۴۔ آدھا حصہ فارسی میں ہے۔ ۱۹۲۸ء
 وفات کے چند ماہ بعد

- فارسی : ۱۔ اسرارِ خودی۔ ۱۹۱۵ء
 ۲۔ رموزِ سیخودی۔ ۱۹۱۸ء
 ۳۔ پیامِ مشرق۔ ۱۹۲۳ء کوئٹہ کے دیوان کے جواب میں
 ۴۔ زبورِ عجم۔ ۱۹۲۶ء
 ۵۔ جاوید نامہ۔ ۱۹۲۹ء میں لکھنا شروع کیا تھا
 ۶۔ بسِ چہ باید کرو۔ ۱۹۳۶ء
 ۷۔ آرمانِ حجاز ۱۹۳۸ء آدھا حصہ اردو میں ہے۔



آج سے ستھارہ اٹھارہ برس پہلے میں نے صابر ابوہری صاحب کی ادب فہمی اور سخن شناسی کی داد دیتے ہوئے لکھا تھا کہ ”صابر ابوہری وادی سخن کے انتہاک مسافر ہیں، دُھن کے پکے کام کے سچے“، اس کا تازہ ترین ثبوت ان کی زیرِ نظر کتاب ”افکارِ اقبال“ ہے جس میں گنجینہ اقبال سے جواہر ریزے چون کر اور انہیں اپنے ترجمے اور تخلیق سے سجا کر انہوں نے صاحبان ذوق کے لیے پیش کیا ہے۔ کلامِ اقبال ایک بحرِ ذخار ہے اور ہر سخن شناس اس میں سے اپنی پسند کے لوٹے آبدارِ بکال سکتا ہے۔ ترجمہ اوز وہ بھی منظوم اس میں اچھے اچھوں کا پتہ پانی ہو جاتا ہے اور سخن فہمی بھی داؤں پر لگ جاتی ہے۔ اقبال کی کارگر فخر مہ واجم سے جگہ گار ہی ہے۔ یہ انتہاب کرنے والے کے ذوق و ظرف پر ہے کہ وہ کس ستارے پر کمند ڈالتا ہے۔ صابر ابوہری صاحب نے اپنی کمند بہت بلند یوں پر بھیتی ہے اور بے شک مہ واجم کو زیرِ دام لاتے ہیں جو ان کی حوصلہ مندی اور عالیٰ ظرفی کی دلیل ہے۔ یقین ہے یہ جمیوعہ ان کے امتیاز و اعتبار کا ضامن ہو گا۔

پدم شری پروفیسر گوپی چند نادرنگ